Al-Azvā الاضواء
ISSN 2415-0444 ;E 1995-7904
Volume 36, Issue, 55, 2021
Published by Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of the Punjab, Lahore, 54590 Pakistan

ترجیح بین الاحادیث میں امام شافعی اور طحاوی کے مناہج کا تقابلی جائزہ

Comparative Analysis of al-Shāfaʿī and al-Ṭaḥawī's Approaches towards Giving Preference to Resolve Contradiction in Ḥadīths

محمد وارث علی*

Abstract:

This article focusses the approaches of two early Muslim theologians al-Shāfaʿī(d204/820) and al-Ṭaḥāwī(d321/933) regarding principle of preference in solving Contradictory Ḥadīth whether they are agreed with each other or disagreed? The examples from their books Ikhtilāf-al-Ḥadīth and Sharaḥ Ma'ānī al-Āthār, have been taken, discussed and analysed. Both the scholars have discussed and solved many issues by giving preference to one Ḥadīth on the other. They differed on some issues with each other for example al-Shāfaʿī has given preference to the Ḥadīths in which the Prophet Muḥammad raised his hands in prayer but al-Ṭaḥāwī resolved the contradiction with abrogation. Similarly, they differed about the matter of passing in front of the man who is saying prayer and resolved the contradiction with the help of preference and abrogation respectively. But they agreed on the issue of prayer at the time of eclipse and the matter of the fasting in case of impurity.

Keywords: Islam, Ḥadīth, Contradiction, al-Shāfaʿī, al-Ṭaḥāwī, Preference

دو یا دو سے زائد متعارض و متخالف روایات میں موجود اختلاف کو دور کرنے کا ایک اصول، اصولِ ترجیح ہے کہ ان میں سے ایک روایت یا اثر دوسرے پر وجوہ ترجیح میں سے کسی وجہ سے ترجیح رکھتا ہے تو اسے لے لیا جاتا ہے اور دوسری روایت کو ترک کر دیا جاتا ہے۔ حنفی اہلِ علم کے نزدیک متعارض نصوص میں سب سے پہلے نسخ کا تعین کیا جاتا ہے پھر ترجیح اور جب ان دونوں میں سے کوئی متعین نہ ہو سکے تو جمع بین النصوص کے اصول کو استعمال کیا جاتا ہے لیکن شوافع کے نزدیک سب سے پہلے جمع بین النصوص پھر ترجیح اور آخر میں نسخ کا تعین کیا جاتا ہے ان دونوں مکاتب فکر میں سے ہر ایک کے پاس اپنے اپنے مؤقف پر دلائل موجود ہیں ان اصولوں میں سے ترجیح کے اصول پر اتفاق ہے یعنی اس اصول کو دونوں مکاتب فکر دوسرے نمبر پر رکھتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

اللہ (م204/820) فقہ شافعی کے بانی ہیں اور امام طحاوی رحمہ اللہ (م321/933) فقہ حنفی کے نمائندہ ہیں۔ اس مقالہ میں ان دونوں اہل علم کے اصولِ ترجیح کے استعمال کو ان کی تصانیف 'اختلاف الحدیث' اور 'شرح معانی الآثار' میں بیان کردہ امثلہ کی روشنی میں زیر بحث لایا گیا ہے۔

ترجیح کا معنی میلان، رغبت، رجحان اور بھاری ہونا کے ہیں جیسے کہا جاتا ہے رجح المیزان یرجح رجوحاً ورجحاناً ای مَالَ[1] جب ترازو ایک طرف جھک جاتا ہے تو کہا جاتا ہے رجح المیزان ای مَالَ اس میں مائل ہونے کے علاوہ بھاری ہونے کا بھی مفہوم نکلتا ہے کہ بھاری ہونے کی وجہ سے وہ ایک طرف جھکاؤ رکھتا ہے۔ اہل عرب وزنی خاتون کے لئے امرأة راجح ایْ ثقیلة کہتے ہیں[2] اس معنی کی تائید امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی روایت کردہ حدیث سے بھی ہوتی ہے جس آپ ﷺ نے فرمایا، زن وارجح[3] وزن کراور پلڑا جھکا کے رکھ۔ المختصر یہ کہ ترجیح کے لغوی معانی بھاری، ثقیل، میلان رکھنا اور جھکاؤ رکھنا کے ہیں۔ ترجیح کی اصطلاحی تعریف اہل علم نے اپنے اپنے انداز سے کی ہے۔ مثلاً علامہ آمدی اس بارے میں فرماتے ہیں، عبارة عن اقتران احد الصالحین للدلالة علی المطلوب مع تعارضھما بما یوجب العمل بہ واھمال الآخر[4] ترجیح سے مراد تعارض کے ساتھ مطلوب پر دلالت کرنے والی دو چیزوں میں سے ایک کے ساتھ کسی ایسے قرینے کا مل جانا جس سے ایک پر عمل اور دوسری کو ترک کیا جاسکے۔

اس تعریف میں دو متعارض چیزوں کی شرط لگائی گئی ہے دوسرا یہ کہ وہ دونوں مطلوب پر دلالت کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوں ان میں سے ایک پر عمل کرنے سے دوسری کا ترک کرنا لازم آئے تو پھر ان میں ترجیح دی جائے گی ورنہ نہیں۔ امام شوکانی نے اس کی تعریف یوں کی ہے۔ تقویة احدالطرفین علی الآخر لیعلم الاقوی فیعمل بہ ([5]) دو دلائل میں سے ایک دلیل کو دوسری پر قوی قرار دینا تاکہ اسے قابل عمل قرار دیا جائے۔ امام سعدالدین تفتازانی الشافعی ([6]) لکھتے ہیں بیان الرجحان ، ای القوة التی لاحد المتعارضین علی الآخر ([7]) ترجیح سے مراد ہے دو متعارض چیزوں میں سے ایک کے دوسری پر قوی ہونے کا بیان کرنا۔

سید شریف جرجانی رحمہ اللہ نے ترجیح کی ان الفاظ میں تعریف کی ہے۔ اثبات مرتبة فی احد الدلیلین علی الآخر [8] ترجیح سے مراد دو دلائل میں سے کسی ایک دلیل کا مرتبہ دوسری پر ثابت کرنا ہے۔ اس سے ملتے جلتے الفاظ میں یہ تعریف بھی کی گئی ہے تقویة احد الدلیلین بوجہ معتبر و قیل التقویة لاحد المتعارضین [9] کسی معتبر دلیل کے ذریعے دو دلیلوں میں سے کسی ایک کو قوی قرار دینا ترجیح کہلاتا ہے۔ ابن امیر الحاج [10] نے ترجیح کی یہ تعریف ذکر کی ہے۔ اظھار زیادة احد المتماثلین المتعارضین علی الآخر بمالایستقل حجة لو انفرد [11] دو متماثل اور متعارض روایات میں سے ایک کو دوسری پر فوقیت دینا ترجیح کہلاتا ہے۔

مذکورہ تعریفات پر اہل علم کی طرف سے اعتراضات کیے گئے ہیں[12] لیکن جو سب سے پہلے تعریف بیان کی گئی ہے جسے امام آمدی نے بیان کیا ہے وہ سب سے بہتر تعریف ہے کیونکہ اس پر زیادہ اعتراضات نہیں ہیں صرف یہ اعتراض ہے کہ اس میں انہیں اظهار القوة لاحد الدليلين على الآخر کا بھی ذکر کرنا چاہئے تھا لیکن دیکھا جائے تو انہوں نے قوی کی جگہ صالح کا لفظ استعمال کیا ہے جو اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔

اس مقالہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کے اصول ترجیح کے منہج کا تفصیلی جائزہ ان کی تصنیف "اختلاف الحدیث "کی روشنی میں کیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ امام موصوف جب کسی روایت کو ترجیح دیتے ہیں تو اس کا سبب کیا بیان کرتے ہیں اور مرجوح روایت پر نقد کس طرح سے کرتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ اس چیز کا بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ مسئلہ زیر بحث میں امام طحاوی کا مؤقف کیا ہے اس کا بھی تقابل کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے چند امثلہ زیر بحث لائی گئی ہیں جن میں امام شافعی اصول ترجیح کو استعمال کرتے ہوئے تضاد کو دور کرتے ہیں اور امام طحاوی بعض اوقات امام شافعی سے اتفاق کرتے ہیں اور بعض معاملات میں ان سے اختلاف کرتے ہیں۔ رکوع میں جاتے ہوئے اور اٹھتے ہوئے رفع یدین کے معاملے میں امام شافعی ترجیح کو استعمال کرتے ہیں اور امام طحاوی نسخ کو جبکہ میت پر رونے کے معاملے میں امام شافعی ترجیح کو اور طحاوی جمع و تطبیق کو استعمال کرتے ہیں۔ نمازی کے سامنے سے گزرنے سے نماز کا نہ ٹوٹنا، صلاۃ الکسوف اور ناپاکی کی حلت میں روزہ رکھنے کے بارے میں ان دونوں اہل علم کا اتفاق نظر آتا ہے۔

نمازی کے سامنے سے گزرنا

اس حوالے سے اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا نمازی کے آگے سے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے کہ نہیں۔ ایک نقطہ نظر یہ ہے کہ نمازی کے سامنے سے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اس نقطہ نظر کے حاملین کے پاس وہ روایت دلیل ہے جس میں کتے، گدھے اور عورت کے گزرنے سے نماز فاسد ہونے کا بیان ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نمازی کے سامنے سے گزرنا مکروہ ہے البتہ نماز فاسد نہیں ہوتی ان کی دلیل وہ روایات ہیں جن میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر آتے ہیں اور گدھے کو چرنے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں اور خود صف میں آگے سے گزرتے ہوئے شامل ہو جاتے ہیں اور کوئی ان سے تعرض نہیں کرتا۔[13]

امام شافعی کے دلائل

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نمازی کے آگے سے گزرنے سے نماز ٹوٹنے والی حدیث کی نسبت باقی روایات زیادہ پایہ ثبوت والی ہیں اور یہ قرآن مجید کے ظاہر سے بھی ٹکراتی ہے اس لئے اسے چھوڑ دیں گے اور

دوسری روایات جن میں نماز فاسد نہ ہونے کا بیان ہے اس پر عمل کریں گے۔ کیونکہ ایسی روایات بھی ملتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قبلہ کے درمیان ہوتی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اگر ایسے نماز ٹوٹ جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر گز ایسا نہ کرتے۔[14]

امام شافعی رحمہ اللہ قرآن مجید سے بھی استشہاد کرتے ہوئے دلیل پیش کرتے ہیں کہ نماز پڑھنے والے کی نماز کسی دوسرے شخص یا چیز سے ٹوٹنا قرآنی آیت کے منشا کے بھی خلاف ہے اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ﴾[15] کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

خلاصہ

اس بحث سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ مختلف احادیث بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان میں وجہ ترجیح بیان کرتے ہوئے کسی کو دوسری روایت پر ترجیح دیتے ہیں یہاں امام شافعی نے نمازی کے سامنے سے گزرنے سے نماز نہ ٹوٹنے کی روایات پر بحث کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے مخالف روایت کو حدیث واحد کہہ کر رد کر دیا ہے اور باقی احادیث کے مطابق نماز نہ ٹوٹنے کا حکم لگایا ہے۔

امام طحاوی اور مرور بین یدی المصلی

امام طحاوی رحمہ اللہ اس باب میں پہلے وہ روایات ذکر کرتے ہیں جن میں نمازی کے سامنے سے عورت، گدھے اور سیاہ کتے کے گزرنے سے نماز ٹوٹنے کا حکم ہے۔ جن میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن مغفل[16] سے مروی اختلاف الفاظ کے ساتھ روایات شامل ہیں۔ اس کے بعد اس کے مخالف نقطہ نظر پر مشتمل روایات نقل کرتے ہیں جن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت قابل ذکر ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آدمی اور گدھے کے گزرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

امام طحاوی کا تجزیہ

امام طحاوی رحمہ اللہ ان روایات کا تجزیہ کرتے ہیں کہ نماز فاسد ہونے اور نہ ہونے والی جو روایات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں ان میں تعارض نظر آرہا ہے۔ پھر اس تعارض کو امام طحاوی نسخ کے ذریعے دور کرتے ہیں کہ نماز کے ٹوٹنے والی روایات منسوخ ہیں کیونکہ وہ پہلے زمانے کی ہیں اور جن میں نماز کے فاسد نہ ہونے کا بیان ہے وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد کی ہیں۔ اس کی تائید میں مزید کئی روایات ذکر کر کے نماز کے فسخ نہ ہونے کا حکم لگانے والی حضرت عائشہ رضی اللہ سے مروی روایات بھی اسی ضمن میں ذکر کرتے ہیں اور جس روایت میں نمازی کے آگے سے گزرنے والے سے قتال کا ذکر ہے اسے منسوخ

قرار دیتے ہیں کیونکہ یہ اس وقت تھاجب نماز میں ایسے امور کرنا جائز تھاجب منسوخ ہو گیا تو اب اس کی اجازت نہیں آخر میں قیاس سے اس کی تائید کرتے ہوئے باب کو ختم کرتے ہیں۔ [17]

خلاصہ بحث

اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں امام شافعی اور طحاوی رحمہما اللہ اس حد تک تو متفق ہیں کہ نمازی کے آگے سے گزرنے کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن اس بارے میں اختلاف رکھتے ہیں کہ اختلافی روایات کے تضاد کو کیسے دور کیا جائے گا امام شافعی ترجیح کے اصول کے ذریعے ان کے اختلاف کو دور کرتے ہیں اور امام طحاوی نسخ کو استعمال کرتے ہوئے

سورج اور چاند گرہن کی نماز

سورج اور چاند گرہن کی نماز کے حوالے سے یہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ یہ نماز بھی عام نماز کی طرح پڑھی جائے گی یا اس میں ہر رکعت میں دو دو رکوع کے ساتھ نماز کی ادائیگی کی جائے گی۔ امام شافعی رحمہ اللہ پہلے وہ روایت ذکر کرتے ہیں جس میں رسول پاک ﷺ نے یہ نماز دو دو رکوع کے ساتھ ادا فرمائی مثلاً حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا الفاظ کے اختلاف کے ساتھ روایت کرتے ہیں یہ الفاظ روایت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مطابق ہیں کہ وہ فرماتی ہیں۔ خَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَصَلَّى النَّبِيُّ فَحَكَتْ أَنَّهُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فِي كُلِّ رَكْعَةٍ رُكُوعَانِ[18] "سورج کو گرہن لگ گیا تو نبی ﷺ نے یہ نماز پڑھی، پھر (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے) اس کی تفصیل بتائی "کہ بے شک آپ ﷺ نے دو رکعات پڑھیں ہر رکعت میں دو دو رکوع کیے۔"

امام شافعی کا نقطہ نظر

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان روایات کے پیش نظر ہمارا یہ موقف ہے کہ جب سورج اور چاند کو گرہن لگ جائے تو امام لوگوں کو دو رکعات ہر ایک گرہن لگنے پر پڑھائے اور ہر رکعت میں دو دو رکوع کرے اور اگر امام نہ پڑھائے تو لوگ انفرادی طور پر اس طرح دو رکعات پڑھ لیں۔ اپنا مؤقف بیان کرنے کے بعد امام شافعی رحمہ اللہ باب الخلاف فی ذالك کے تحت اپنے خلاف موقف کی دلیل بیان کرتے ہیں کہ ابو بکرۃ[19] سے مروی ہے۔ "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى فِي الْكُسُوفِ رَكْعَتَيْنِ نَحْوًا مِنْ صَلَاتِكُمْ هَذِهِ"[20] بے شک نبی مکرم ﷺ نے سورج گرہن کے وقت دو رکعت نماز پڑھی جیسے عام نماز پڑھتے ہیں۔

وجہ ترجیح

امام شافعی رحمہ اللہ اس کو ذکر کرنے کے بعد اپنے نقطہ نظر کی مزید تائید کرتے ہوئے یہ اصول بیان کرتے ہیں کہ جب اختلاف الحدیث ظاہر ہو تو ان میں سے جس حدیث میں الفاظ کی زیادتی پائی جائے تو وہ قابل ترجیح ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ زیادہ مستند ہے اور جس میں نقص یا کمی ہے وہ قابل ترجیح نہیں ہے پھر اس حوالے سے دیگر اعتراضات اور ان کے جوابات ذکر کرتے ہیں اور آخر میں نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ وہ اپنے موقف کی موئید روایات کو قابل ترجیح قرار دیتے ہوئے دوسری احادیث کو قابل استدلال نہیں سمجھتے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا انداز بیان مکالمہ کی طرح ہوتا ہے کہ قال سے اپنے مخالف کی بات بیان کرتے ہیں اور قلت سے اپنا موقف واضح کرتے ہیں۔ زیادہ تر مقامات پر یہی اسلوب نظر آتا ہے

امام طحاوی اور صلاۃ الکسوف

صلاۃالکسوف کے حوالے سے امام طحاوی رحمہ اللہ پہلے مختلف آثار کو بیان کر کے اس حوالے سے مختلف اہل علم کے نقطہ ہائے نظر بیان کرتے ہیں اور آخر میں وہ بہت سی روایات صحابہ کرام سے ذکر کر کے فرماتے ہیں۔ فَكَانَ أَكْثَرُ الْآثَارِ فِي هَذَا الْبَابِ هِيَ الْمُوَافَقَةَ لِهَذَا الْمَذْهَبِ الْأَخِيرِ[21] "اس حوالے سے اکثر آثار اس آخری نقطہ نظر کی موافقت میں ہیں"

آخری نقطہ نظر یہ ہے کہ صلاۃالکسوف دو رکعات چار سجدوں کے ساتھ عام نماز کی طرح پڑھی جائے گی اور اس حوالے سے جو بنیادی دلیل ہے وہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَيُسَلِّمُ وَيَسْأَلُ حَتَّى انْجَلَتْ[22] "عہد رسالت مآب ﷺ میں سورج کو گرہن لگ گیا تو آپ ﷺ دو رکعات ادا کیں پھر سلام پھیر دیا اور (اللہ سے) دعا کرتے رہے حتی کہ گرہن ختم ہو گیا" امام طحاوی رحمۃاللہ علیہ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت میں وسعت پائی جاتی ہے کہ اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو روایات بیان کی ہیں وہ بھی شامل ہو جاتی ہیں لہٰذا یہ باقی سب مخالف روایات سے اولی ہے کہ اس سے استنباط کیا جائے۔[23]

خلاصہ کلام

امام طحاوی رحمۃاللہ علیہ حدیث نعمان بن بشیر کو سب سے جامع حدیث قرار دے کر ترجیح دیتے ہیں کہ اس میں بقیہ روایات کا مفہوم بھی جمع ہو جاتا ہے۔ پھر اس کی تائید میں دیگر روایات بطور استشہاد پیش کرتے ہیں۔ اس بحث سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ امام شافعی اور امام طحاوی رحمہما اللہ کا اصول تو اس معاملہ میں ایک جیسا معلوم

ہوتا ہے کہ جس روایت میں زیادتی پائی جاتی ہے وہ قابل ترجیح ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ کس روایت میں زیادتی ہے اور کس میں نہیں ہے، امام شافعی دو دو رکوع والی نماز میں رکوع کے زیادہ ہونے کی وجہ سے اسے ترجیح دیتے ہیں اور امام طحاوی حدیث نعمان میں باقی مستند اور معروف رواۃ کی احادیث کے مضامین بھی شامل ہونے کی وجہ سے اسے ترجیح دیتے ہیں

ناپاکی کی حالت میں صبح کرنے والے کا روزہ

اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ اگر ایک شخص اس حالت میں رمضان میں صبح کرتا ہے کہ وہ حالت جنابت میں ہے تو کیا وہ اس دن کا روزہ رکھے یا نہیں ایک نقطہ نظریہ ہے کہ اس دن روزہ نہیں رکھے گا۔ اس کی دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی وہ روایت ہے جس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ "مَنْ أَصْبَحَ جُنُبًا أَفْطَرَ ذَلِكَ الْيَوْمَ" [24] جس نے حالتِ جنابت میں صبح کی تو وہ اس دن روزہ نہ رکھے۔

اس کے مقابلے میں دوسرا نقطہ نظریہ ہے کہ ناپاکی کی حالت میں صبح کرنے والا روزہ رکھے گا اور اس پر دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ حدیث ہے جس میں عمل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کیا گیا ہے کہ حالتِ جنابت میں حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل کر کے روزہ رکھ لیا کرتے تھے۔[25]

امام شافعی کے دلائل

امام شافعی رحمہ اللہ دونوں روایات کو ذکر کرنے کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ احادیث کو قابل حجت قرار دیتے ہیں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترک کرنے کا حکم صادر فرماتے ہیں اور اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج میں شامل ہیں اور صورت مسئلہ میں ان کی بات کسی اور شخص کی بات سے زیادہ معتبر ہے۔

دوسرا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا احادیث یاد رکھنے میں فوقیت رکھتی ہیں اور حضرت ام سلمی حافظہ تھیں اس لئے بھی ان کی روایت قابل ترجیح ہے۔

تیسری وجہ ترجیح یہ ہے کہ روزہ رکھنے والی روایت دو ازواج مطہرات سے مروی ہے اور نہ رکھنے والی روایت ایک راوی سے مروی ہے اس لئے بھی حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی روایت قابل ترجیح ہے۔ فرماتے ہیں وَزَوْجَتَاهُ أَعْلَمُ بِهَذَا مِنْ رَجُلٍ إِنَّمَا يَعْرِفُهُ سَمَاعًا أَوْ خَبَرًا، وَمِنْهَا أَنَّ عَائِشَةَ مُقَدَّمَةٌ فِي الْحِفْظِ، وَأَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَافِظَةٌ وَرِوَايَةُ اثْنَيْنِ أَكْثَرُ مِنْ رِوَايَةِ وَاحِدٍ [26]"آپ ﷺ کی ازواج اس آدمی سے زیادہ جانتی ہیں کہ

جس نے سن کر معلومات حاصل کی ہیں اور بے شک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قوت حافظہ میں بھی مقدم ہیں اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حافظہ ہیں اور دو راویوں کی روایت ایک کی روایت سے زیادہ (معتبر) ہے"

خلاصہ

اس سے معلوم ہوا کہ امام شافعی رحمہ اللہ ایسے راوی کی روایت کو ترجیح دیتے ہیں جو مروی عنہ کے قریب ہو اور جو قوت حافظہ کے اعتبار سے بہتر ہو اس کے ساتھ ساتھ دو افراد کی روایت ایک فرد کے مقابلے میں بھی قابل ترجیح قرار دیتے ہیں اس کے بعد قیاس کے ذریعے بھی امام شافعی اس موقف کی تائید کرتے ہیں کہ جب روزے دار کو احتلام ہو جائے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا بلکہ اسے روزہ پورا کرنے کا حکم ہے تو ایسے ہی غسل کے وجوب کے ساتھ روزہ نہیں ٹوٹنا چاہئے

امام طحاوی کا نقطہ نظر

صورت مسئلہ میں امام طحاوی رحمہ اللہ بھی امام شافعی رحمہ اللہ کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا اور ام سلمہ سے مروی روایات کے مطابق حالتِ جنابت میں صبح کرنے والے کے لئے روزہ رکھنے کا حکم لگاتے ہیں بلکہ اس حوالے سے دیگر آثار بھی بیان کرتے ہیں جو اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ یہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔

امام طحاوی روایات ذکر کرنے کے بعد اس مسئلہ میں اپنی نظر بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ " ہم اگر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ عورت روزہ رکھے ہوئے ہو تو حیض اور نفاس آنے کی صورت میں اس کا روزہ قائم نہیں رہتا جبکہ اگر آدمی سو رہا ہو اور اسے جنابت لاحق ہو جائے تو جنابت لاحق ہونے کی وجہ سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا اس پر سب کا اتفاق ہے۔ اس لئے حیض و نفاس کی حالت میں روزہ رکھنا درست نہیں لیکن حالت جنابت میں صبح کرنے کی صورت میں روزہ رکھنا درست ہے۔ [27]

نتیجہ بحث

اس بحث سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ امام شافعی اور طحاوی رحمہما اللہ اس مسئلہ میں نہ صرف متفق ہیں بلکہ ان کا قیاس بھی ایک دوسرے سے مماثلت رکھتا ہے

رکوع کے وقت رفع یدین کرنا

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ باب رفع الایدی فی الصلوۃ کے تحت حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى

يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَبَعْدَمَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ[28]"میں نے نبی مکرم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ نماز کا آغاز فرماتے تو اپنے ہاتھ اپنے کندھوں کے برابر اٹھاتے اور جب رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے (تو رفع یدین کرتے) اور دو سجدوں کے درمیان ہاتھ بلند نہ کرتے تھے۔"

اس کے بعد دیگر روایات بیان کرتے ہوئے اپنا موقف ذکر کرنے کے بعد ان روایات کو اس کی مخالف روایات پر ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں"وَبِهَذِهِ الْأَحَادِيثِ تَرَكْنَا مَا خَالَفَهَا مِنَ الْأَحَادِيثِ، قَالَ الشَّافِعِيُّ لِأَنَّهَا أَثْبَتُ إِسْنَادًا مِنْهُ، وَأَنَّهَا عَدَدٌ، وَالْعَدَدُ أَوْلَى بِالْحِفْظِ مِنَ الْوَاحِدِ"[29]تو ان احادیث کی وجہ سے اس کی مخالف روایات کو ہم نے ترک کر دیا کیونکہ یہ سند کے اعتبار سے بھی مستند ہیں اور تعداد کے اعتبار سے زیادہ ہیں زیادہ تعداد (روایات کو) یاد رکھنے میں ایک شخص سے زیادہ بہتر ہوتی ہے۔"

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام شافعی رحمہ اللہ سند کے اعتبار سے مستند روایات کو ترجیح دیتے ہیں دوسرا عدد کثیر کی بناء پر بھی روایات کو ترجیح دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لیکن یہ بات ان کے اپنے اختیار کردہ اصول کے خلاف ہے کہ اگر روایات میں ناسخ اور منسوخ کا ثبوت مل رہا ہو تو پھر اسے اختیار کرنا چاہئے ترجیح آخر میں دی جانی چاہیے جیسا کہ انہوں نے طریقہ تیمّم میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ابن صمہ رضی اللہ عنہ کے تضاد کو دور کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔[30]

امام طحاوی اور رفع یدین

امام طحاوی رحمہ اللہ علیہ اس بارے میں روایات کا تجزیہ کرتے ہوئے ناسخ اور منسوخ کے اصول کو استعمال کرتے ہیں اور اختلاف کو دور کرتے ہیں۔ امام طحاوی رحمہ اللہ بنیادی طور پر رفع یدین کے حوالے سے روایات ذکر کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ رفع یدین کے حق میں موجود حدیث[31] پر تبصرہ کرتے ہوئے اس حدیث اور ان کے اپنے عمل عدم رفع یدین[32] سے تضاد کو بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی رفع یدین کے ثبوت میں روایت[33] بیان کرتے ہیں لیکن جب ان کی اپنی نماز دیکھی جائے تو وہ رفع یدین نہیں کرتے۔[34] لہٰذا امام طحاوی یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل ان کی روایت کردہ حدیث کے خلاف اس بات کو واضح کرتا ہے کہ رفع یدین والی روایات منسوخ ہیں اور عدم رفع یدین والی ان کی ناسخ۔

اس سے یہ چیز بھی واضح ہوتی ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ کے نزدیک راوی کا اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف عمل اس روایت کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔ لہٰذا امام طحاوی رفع یدین والی روایات کو منسوخ قرار دے کر اس اختلاف کو دور کرتے ہیں جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ روایات میں ترجیح دے کر اختلاف دور کرتے ہیں

اور احناف کے ہاں یہ بات طے ہے کہ ناسخ و منسوخ کے متحقق ہونے کی صورت میں ترجیح کے اصول کو نہیں اپنایا جاتا۔

خلاصہ بحث

مذکورہ بحث سے یہ نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں کہ

- ☆ نمازی کے سامنے سے گزرنے کی وجہ سے نماز نہیں ٹوٹتی امام شافعی رحمہ اللہ نماز کے نہ ٹوٹنے والی روایات کو اس کی مخالف روایات پر ترجیح دیتے ہیں کیونکہ نماز کے نہ ٹوٹنے والی روایات ان کے نزدیک زیادہ اثبت (مستند) ہیں اور انہیں قرآنی آیت کی تائید بھی حاصل ہے البتہ امام طحاوی رحمہ اللہ ان روایات کو منسوخ قرار دیتے ہیں جن میں نماز کے فاسد ہونے کا بیان ہے
- ☆ بعض اوقات امام شافعی رحمہ اللہ ان روایات کو قابل ترجیح قرار دیتے ہیں جن کو روایت کرنے والے کثیر تعداد میں ہوں اور وجہ یہ بتاتے ہیں کہ کم تعداد کی نسبت زیادہ تعداد روایت کو اچھی طرح یاد رکھ سکتی ہے۔
- ☆ اس کے علاوہ امام شافعی رحمہ اللہ کسی روایت کو اس وجہ سے قابل ترجیح قرار دیتے ہیں کہ اس کے راوی کی رسول پاک ﷺ سے قربت ہے جبکہ مرجوح راوی کو وہ قربت حاصل نہیں جیسا کہ حالت جنابت میں صبح کرنے والے کے بارے میں حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے مروی روایت کو اس وجہ سے ترجیح دیتے ہیں کہ جو قربت امہات المؤمنین کو حاصل تھی وہ دیگر صحابہ کو حاصل نہ تھی۔ امام طحاوی رحمہ اللہ اس بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ سے اتفاق کرتے ہوئے وہی حکم لگاتے ہیں جو امام شافعی رحمہ اللہ نے لگایا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1۔ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی، "القاموس المحیط"، مؤسسۃ الرسالۃ،1426ھ،1/ 221
Mujīd al-Dīn Muḥammad ibn Ya'qūb, al-Fayrūzabādī , *Al-Qāmūs al-Muḥiṭ*, Mu'assisah al-Risālah, 1426H,

2۔ ابن منظور افریقی، "لسان العرب"، دار صادر، بیروت، س ن، 2/ 445
Ibn Manẓūr al-Afrīqī, Lisān al-ʿArab, Dār e Ṣādir, Beirūt, V. II, P. 445

3۔ حدیث کا متن یہ ہے حدَّثني سويدُ بن قيسٍ، قال: جَلَبتُ أنا ومَخْرَفَةُ العبْديُّ بَزّاً من هَجَر، فأتينا به مكَّة، فجاءَنا رسولُ الله - صلَّى الله عليه وسلم - يمشي، فساومَنا بسراويلَ، فبعناه، وثمَّ رجلٌ يزِنُ بالأجْر، فقال له رسولُ الله - صلَّى الله عليه وسلم: "زِنْ وأَرْجِحْ" سنن أبي داود ،تحقيق الأرنؤوط باب في الرجحان في الوزن، والوزن بالأجر،5/ 225

4۔ آمدی، سیف الدین "الاحکام فی اصول الاحکام"، المکتب الاسلامی، بیروت، ت ن،4/ 460
Āmdī, Sayf al-Dīn, *Al-Aḥkām fi Uṣūl al-aḥkām,* al-Maktab al-Islamī, Beirūt, V. 4, P 460

5۔ محمد بن علی شوکانی، "ارشاد الفحول"، مطبعۃ السعادۃ، مصر، الطبعۃ الاولی، ۱۳۲۷ھ، ص 241
Muḥammad ibn Ali al-Shawkānī, *Irshād al-Fuḥool*, Maṭba'ah al-Sa'ādah, Egypt,1327H, P.241

6۔ ان کا پورا نام مسعود بن عمر بن عبد اللہ سعد الدین تفتازانی ہے آپ تفتازان میں 711ھ کو پیدا ہوئے اور سمرقند میں 793ھ کو وفات پائی ان کی اہم تالیفات میں التلویح علی التوضیح ہے۔ شذرات الذهب،8/ 547

7۔ سعد الدین تفتازانی، مسعود بن عمر "التلویح"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ت ن، 2/ 103
Sa'ad al-Din Mas'ūd ibn Umar al-Taftazānī, at-Talwiḥ, Dar-al-Kutub-aI-lmiyyah, Beirūt,V. II, P. 103

8۔ الجرجانی، علی بن محمد، "معجم التعریفات" تحقیق محمد صدیق منشاوی، دار الفضیلہ، قاہرہ، ت ن، ص 51
Al-Jurjānī, Ali ibn Muhammad, *Mu'jam al-Taʿrīfāt,* Dār al-Faḍhilah, Caro, P. 51

9۔ محمود عبد الرحمان عبد المنعم، "معجم المصطلحات والالفاظ الفقہیۃ"، دار الفضیلہ، قاہرہ، ت ن، ص 454
Maḥmūd Abd Reḥmān, *Mu'jam al-Muṣṭalehāt wa alfāẓ-al-fiqhiyya*, Dār al-Faḍhilah, Caro, P. 454

10۔ ان کا پورا نا محمد بن محمد، المعروف ابن إمیر الحاجہ سن پیدائش 825ھ ہے سن وصال 879ھ ہے ان کی معروف تصانیف میں التقریر والتحبیر شرح کتاب التحریر لابن الھمام فی إصول الفقہ ہے شذرات الذھب 490/9، الأعلام 49/7

11۔ ابن امیر الحاج، محمد بن محمد الحلبی "التقریر والتحبیر"، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الاولی،1419ھ،3/ 17
Ibn Amir al-Ḥaj, Muḥammad ibn Muḥammad al-Ḥalabī, *al-Taqrīr wa-Taḥbīr,* Beirūt, Dār al-Kutub-al-'Ilmiyya, 1419 AH, V. 3, P. 17

12۔ اعتراضات وجوابات کی تفصیل ملاحظہ کرنے کے لیے دیکھئے الاحکام" للآمدی462/4، التعارض والترجیح للبرزنجی 80/1، التعارض والترجیح للحفناوی، ص 279

13۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب فی المرور بین یدی المصلی، ص 97 ؛بخاری، "الجامع الصحیح"، کتاب الصلاۃ، باب سترۃ الامام سترۃ من خلفہ، رقم الحدیث 493

Al-Shāfaʿī, *Ikhtilāf al-Ḥadīth,* 11, bāb fi-al-marūr baina yaday al-Muṣallī, P. 97 Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'il, al-Jāmi′ al-Şaḥiḥ, bāb sutrat-al-Imām sutraah man Khalfihī, Ḥadīth. No 493.

14۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب فی المرو بین یدی المصلی، ص 97

Al-Shāfaʿī, *Ikhtilāf al-Hadīth,* 11, Bāb fi-al-marūr baina yaday al-Muṣallī, P. 97

15۔ الانعام 6: 164

16۔ ان کا پورا نام عَبۡدُاللّٰہِ بۡنُ المغفل بن عبد نہم بۡنِ عَفِیفِ بۡنِ اِسۡحَمَ بن ربیعہ بن عدی بن ثعلبہ بن ذؤیب بن سعد بن عدی بن عثمان بن مزینہ ہے اور کنیت ابو زیاد یا ابو سعید ہے یوم حدیبیہ میں بیعت رضوان کرنے والوں میں شامل ہیں مدینہ میں رہتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تعلیم دینے کے لئے انہیں بصرہ بھیج دیا لہٰذا بصرہ منتقل ہوگئے اور وہیں پر وصال ہوا۔ مرتے وقت انہوں نے اہل خانہ کو وصیت کی تھی کہ ابن زیاد ان کا جنازہ نہ پڑھائے ان کا وصال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر میں ہوا۔ الطبقات الکبری 10/7

17۔ طحاوی، "شرح معانی الآثار"، کتاب الصلوۃ، باب المرور بین یدی المصلی، رقم الحدیث، 2633

Al-Ṭaḥāwī, *M'ānī al-Āthār*, Kitāb as-Ṣalah, bāb-al-marūr baina yaday-al-Muṣallī, Ḥadīth. No 2633

18۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب صلاۃ کسوف الشمس القمر، ص 136

Al-Shāfaʿī, *Ikhtilāf al-Hadīth,* bāb Ṣalat kusūf as-shams al-Qamar, P. 136

19۔ ان کا پورا نام نفيع بن الحارث بن كلدة بن عَمْرو بن علاج بن أبي سلمة بن عبد العزى بن غير بن عوف بن ثقيف الثقفي ہے۔ کہا گیا ہے کہ وہ ابن مسروح ہیں جو الحارث بن كلدة کے غلام تھے اور ان کی والدہ سمیہ بھی الحرث بن کلدۃ کی جاریہ تھیں اور آپ رضی اللہ عنہ یوم طائف میں رسول اللہ کے پاس حاضر ہو کر اسلام لائے اور ابو بکرہ کی کنیت ملی اور آپ ﷺ نے انہیں آزاد کرایا۔ أسد الغابہ فی معرفہ الصحابہ، لعلی بن أبی الکرم محمد بن محمد الجزري، عز الدین ابن الأثیر المتوفی: 630ھ، دار الکتب العلمیہ، الطبعہ: الأولی، 1415ھ - 1994م

20۔ شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب صلاۃ کسوف الشمس والقمر، ص 136

Al-Shāfaʿī, *Ikhtilāf al-Ḥadīth,* bāb Ṣalat kusūf as-shams al-Qamar, P. 136

21۔ طحاوی، "شرح معانی الآثار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الکسوف کیف ھو، رقم الحدیث، 1914

Al-Ṭaḥāwī, *M'ānī al-Āthār*, Kitāb al-Ṣalat, bāb Ṣalat al-kusūf kaifa huwa, Ḥadīth. No 1914

22۔ طحاوی، "شرح معانی الآثار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الکسوف کیف ھو، نسائی نے ان الفاظ سے روایت نقل کی ہے إِذَا خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ فَصَلُّوا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوهَا۔ نسائی، "السنن"، کتاب الکسوف، باب کیف صلاۃ الکسوف

Al-Ṭaḥāwī, *M'ānī al-Āthār*, Kitāb al-Ṣalat, bāb Ṣalat al-kusūf kaifa huwa

23- طحاوی، "شرح معانی الآثار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الکسوف کیف ھو، رقم الحدیث، 1915

Al-Ṭaḥāwī, *M'ānī al-Āthār*, Kitāb al-Ṣalat, bāb Ṣalāt al-kusūf kaifa huwa, Ḥadīth. No 1915

24- شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب من اصبح جنبا فی رمضان، ص 141؛ بخاری، "الجامع الصحیح"، کتاب الصوم، باب الصائم یصبح جنبا، رقم الحدیث، 1926؛ ابن ماجہ، "السنن"، ابواب الصیام، باب ما جاء فی الرجل یصبح جنبا وھو یرید الصیام، رقم الحدیث، 1702

Al-Shāfi'ī, *Ikhtilāf al-Hadīth,* bāb man aṣbaḥa junuban fi Ramaḍhān, P. 141
Al-Bukhārī, Muhammad ibn Ismā'īl, al-Jāmi' al-Ṣaḥiḥ, bāb al-Ṣā'im yaṣbaḥu junuban fi Ramaḍhān, Ḥadīth. No 1926.
Ibn Mājah, al-Sunan, abwab al-Ṣiyām, bab mā jā'a fi ar-rajul yaṣbaḥu junuban wahuwa yurīd as-Ṣiyām, Ḥadīth. No 1702.

25- شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب من اصبح جنبا فی رمضان، ص 141 ؛بخاری "الجامع الصحیح"، کتاب الصوم، باب الصائم یصبح جنبا، رقم الحدیث، 1926

Al-Shāfa'ī, *Ikhtilāf al-Ḥadīth,* bāb man aṣbaḥa junuban fi Ramaḍhān, P. 141
Al-Bukhārī, Muhammad ibn Ismā'īl, al-Jāmi' al-Ṣaḥiḥ, bāb-aṣaim yaṣbaḥu junuban fi Ramaḍhān, Ḥadīth. No 1926.

26- شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب من اصبح جنبا فی رمضان، ص 141

Al-Shāfi'ī, *Ikhtilāf al-Hadīth,* bāb man aṣbaḥa junuban fi Ramaḍhān, P. 141

27- طحاوی، "شرح معانی الآثار"، کتاب الصیام، باب الرجل یصبح فی یوم من شھر رمضان جنبا ھل یصوم ام لا، 106/2

Al-Ṭaḥāwī, *M'ānī al-Āthār*, Kitāb al-Ṣiyām, bāb ar-rajul yaṣbaḥu fi yowmin min Shahr Ramaḍhān junuban hal yaṣūm um lā, V. II, P. 106

28- شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب رفع الایدی فی الصلاۃ، ص 97

Al-Shāfi'ī, *Ikhtilāf al-Hadīth,* bāb raf' al-Yadai fi-Ṣalāt, P. 97

29- ایضا، ص 127

Ibid, P. 127

30- شافعی، "اختلاف الحدیث"، باب التیمم، ص 65

Al-Shāfi'ī, *Ikhtilāf al-Hadīth,* bāb al-Tayammum, P. 65

31- عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذَلِكَ إِذَا قَضَى قِرَاءَتَهُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَيَصْنَعُهُ إِذَا فَرَغَ وَرَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ، وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَإِذَا قَامَ ---الخ(طحاوی، "شرح معانی الآثار"، کتاب الصلاۃ، باب التکبیر للرکوع، رقم الحدیث، 1336

Al-Ṭaḥāwī, *M'ānī al-Āthār*, Kitāb as-Ṣalāt, bāb al-takbīr li al-rukū', Ḥadīth. No 1336

32۔ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ مِنَ الصَّلَاةِ، ثُمَّ لَا يَرْفَعُ بَعْدُ۔ طحاوی، "شرح معانی الآثار"، کتاب الصلاۃ، باب التکبیر للرکوع، رقم الحدیث، 1353

Al-Ṭaḥāwī, *M'ānī al-Āthār*, Kitāb as-Ṣalāt, bāb al-takbīr li al-rukū', Ḥadīth. No 1353

33۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ۔ ابن ماجہ، "السنن"، باب اقامۃ الصلوات، باب رفع الیدین اذا رکع رقم الحدیث، 858

Ibn Mājah, al-Sunan, bāb Iqāmah al-Ṣalawāt, bāb raf' al-yadayn Izā raka'a, Ḥadīth. No 858.

34۔ عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: «صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ طحاوی، "شرح معانی الآثار"، کتاب الصلاۃ، باب التکبیر للرکوع ۔۔۔ رقم الحدیث، 1357

Al-Ṭaḥāwī, *M'ānī al-Āthār*, Kitāb as-Ṣalāt, bāb al-takbīr li al-Ruku'…, Ḥadīth. No 1357